شاہد سہارنپوری صاحب زیرِ تبصرہ کتاب کے مؤلف ہیں۔

یہ کتاب تین ضخیم ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اوّل: تذکرہ خانوادہ حکیم سید احمد حسینؒ۔ باب دوم: خانوادہ مفتی میر عصمت اللہؒ۔ باب سوم: خانوادہ مولانا سید ضامن علی شاہؒ۔ فاضل مؤلف نے ان ابواب میں اپنے خاندان کی چھ سو سالہ تاریخ مدون کردی ہے۔ اگرچہ یہ ایک مفصل خاندانی تذکرہ ہے۔ مگر بیسیوں دینی، علمی اور سیاسی شخصیات کے حالات وکوائف کا انمول مخزن ہے، جو سہارنپور کی ممتاز شخصیات پر ایک مستند دستاویز ہے۔ فاضل مؤلف نے کتاب میں اہم تاریخی دستاویزات کی عکسی نقول اور متعدد نایاب تصانیف وتالیف کا تعارف بھی پیش کیا ہے۔ کتاب کو تحقیق کے جدید اصولوں کی مدد سے مرتب کرنے کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے۔ دینی حلقے سے ایسی تحقیقی کتاب کا منظر عام پر آنا بادِ بہاری کے جھونکے سے کم نہیں ہے۔

علم سے بے رغبتی اور ذوق سے محرومی کے اس ماحول میں برعظیم پاک و ہند میں اسلامی علوم وفنون کی تعلیم و تدریس پر کام کرنے والا کوئی بھی محقق اس کتاب سے صرفِ نظر کرکے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ پاکستان کے ناشرین کو بھی اس کی اشاعت کا یہاں باضابطہ اہتمام کرنا چاہیے۔

جہاں ہم اپنے کتاب دوست اور کتاب شناس رفیق محترم شبیر احمد خان میواتی کے ممنون ہیں کہ ان کی وساطت سے ایسی اچھی کتاب ہم تک پہنچی، وہاں ہم فاضل مؤلف سے بھی عرض پرداز ہیں کہ وہ ''تذکرہ مجلس احرار اسلام سہارنپور'' کے عنوان سے بھی ضرور کام کریں، کیونکہ سہارنپور، مجلس احرار اسلام کا مضبوط گڑھ رہا ہے۔ اسی مقام پر احرار کی مشہور زمانہ ''قراردادِ سہارنپور'' منظور ہوئی۔ جس نے آزادیٔ برعظیم میں اہم کردار ادا کیا۔ زعمائے احرار نوابزادہ محمود علی خانؒ اور نوابزادہ ودود علی خانؒ (کیلاش پور) سہارنپور ہی کی سرزمین کے فرزندانِ گرامی تھے۔ محترم مؤلف کی کتاب ان کے ذکر سے کیوں خالی رہ گئی ہے۔ اس کی تلافی ان کے ذمہ ہے۔ مولانا شاہد سہارنپوری کے تحقیقی مزاج کی بناء پر ان سے بجا طور پر یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ مجلس احرار سہارنپور کے شاندار ماضی کی ایسی ہی فاضلانہ اور محققانہ تاریخ ضرور قلمبند فرمائیں گے 'جو ان کا خاندانی قرض بھی ہے اور قومی فرض بھی۔ ان کی ذات ہی اس قرض وفرض سے کماحقہٗ عہدہ برآ ہونے کی اہلیت رکھتی ہے۔ (تبصرہ: محمد عمر فاروق)

- کتاب: منزل کی تلاش   مصنف: عطاء اللہ شہاب

قیمت: ۱۴۰ روپے   ضخامت: ۲۸۷ صفحات   ناشر: دارالکتاب غزنی سٹریٹ' اردو بازار لاہور

ہم نے آج تک شمالی علاقوں پر جتنی کتابیں دیکھی ہیں' وہ زیادہ تر سیاحتی حوالوں سے ہیں۔ مستنصر حسین تارڑ کے سفرنامے ہوں یا رحیم گل کے ناول' ان سب میں ان علاقوں کی خوبصورت وادیاں، دلنشیں جھیلیں، پھلوں کے باغات

، بڑے بڑے گلیشیر اور دل موہ لینے والے گرتے ہوئے آبشاروں کا ذکر ملتا ہے۔ مگر عطاء اللہ شہاب کی کتاب ''منزل کی تلاش'' میں ریاست کشمیر اور شمالی علاقوں کے آئینی، سیاسی اور جغرافیائی مستقبل کا تجزیہ کیا گیا۔ ''منزل کی تلاش'' پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت کی ان خوبصورت وادیوں کے باسی کس طرح اپنے آئینی اور سیاسی حقوق سے محروم ہیں اور پاکستان کے تقریباً تمام حکمرانوں نے شعوری طور پر ان کے ساتھ ایسا کیا۔ اگر چہ یہ نئی بات نہیں کیونکہ پاکستانی بھی جانتے ہیں کہ:

نہ تیرا پاکستان ہے نہ میرا پاکستان ہے
یہ اس کا پاکستان ہے جو صدرِ پاکستان ہے

''منزل کی تلاش'' عطاء اللہ شہاب کے ڈائری کے اوراق اور مختلف کالموں پر مشتمل ہے۔ اگر چہ کہا یہ جاتا ہے کہ کالم کی عمر ایک دن ہوتی ہے لیکن عطاء اللہ شہاب کے کالم ان علاقوں کی آئینی، سیاسی اور جغرافیائی پوزیشن کی کچھ اس طرح فصاحت کرتے ہیں کہ مستقبل کا تجزیہ نگار انہیں نظر انداز نہیں کر سکتا۔ شمالی علاقہ جات کے ساتھ ستم یہ ہے کہ یہاں کے لوگ بندوق کے زور پاکستان میں شامل ہوئے یا یوں کہیے کہ ہندوستان سے علیحدہ ہوئے۔ لہٰذا یہاں کی بعض سیاسی جماعتیں انہیں پاکستان کا پانچواں صوبہ بنانے کے لیے کوشاں ہیں۔ بعض ان علاقوں کو کشمیر کا حصہ بنا کر حقوق یا اسٹیٹس حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں اور بعض جماعتیں شمالی علاقوں کے علیحدہ تشخص اور الگ حیثیت کا مطالبہ کرتی ہیں۔ لیکن اب یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان علاقوں کو آغا خانی ریاست بنانے کی سازش ہو رہی ہے۔ ان علاقوں کے حقوق کے حصول کے لیے عطاء اللہ شہاب اور دوسرے لیڈروں کی کوششوں سے ایک تنظیم ''گلگت بلتستان نیشنل الائنس''(GBNA) وجود میں آئی اور چودہ جماعتوں نے مشترکہ جدوجہد کا عزم کیا۔ ''منزل کی تلاش'' میں اس مشترکہ جدوجہد کی کہانی ملتی ہے۔ اس کتاب کا خوبصورت دیباچہ عنایت اللہ شمالی نے لکھا ہے جو عطاء اللہ شہاب کے بارے میں لکھتے ہیں: ان کے کردار اور گفتار میں سختی اور ترشی نہیں بلکہ وسعتِ نظری اور بات کو خوبصورت دلیل سے منوانے کی خوبی نظر آتی ہے۔''

۲۸۷ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں جہاں عطاء اللہ شہاب کے متعلق نام ور لوگوں کی آراء موجود ہیں، وہاں خوبصورت گرد پوش پر مولانا فضل الرحمٰن کی کتاب اور صاحب کتاب کے بارے میں تلی رائے ہمیں کتاب پڑھنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اس کتاب کو دارالکتاب لاہور نے نہایت خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے۔ کتاب کی طباعت کو دیکھتے ہوئے ۱۴۰ روپے قیمت بہت کم ہے۔

(تبصرہ: پروفیسر محمود الحسن قریشی)